

## پارس چتر

طبقہ ارض جو آج کل ہم کو معلوم ہے کسی زمانہ میں جبودیپ  
کھلاتا تھا۔ اس کے جنوب کی جانب چھوڑے حصے تھے۔ ایک آریہ کھنڈ  
اور پانچ منچھ کھنڈ ان انہوں حصوں کو بھرت کشیر کہتے تھے۔ آریہ کھنڈ  
کے سات اقلیم یا براعظم حسب ذیل تھے۔

- ۱۔ ایشیا، ۲۔ سویت دلش یا یورپ ۳۔ شیام دلش یا افریقہ
- ۴۔ ہرت دلش یا اٹلانٹک یا اوقيانوس جو پہلے زمانہ میں براعظم تھا اور  
اب بخیرہ ہے۔ ۵۔ اتر امریکہ ۶۔ دشنا امریکہ ۷۔ دیپ ماکا  
یا جزائر

## ایشیا کے نو حصے تھے:

- ۱۔ آریہ درت یا ہندوستان معموقت ۲۔ آرات (ہرات) یا افغانستان
- ۳۔ بلوجستان یا بلوجوں کاملک ۴۔ ولات یا ولائیت فارس
- ۵۔ ترک یا ترکستان ۶۔ رمیک یا روم ۷۔ سورسیہ یا عرب ۸۔  
روسک یا روس ۹۔ چین

یہ چھ کھنڈ و سات دیپ کھلاتے تھے۔ بہت زمانہ گذر ان چھ  
کھنڈوں کو شری رشب دیو جی آدمی تیر حنکر کے بیٹے بھرت نے فتح کیا  
تھا۔ اور اس کا نام انہوں نے بھرت کشیر رکھا تھا۔ بھرت کھنڈ کا ایک

حضرت جو آریہ کھنڈ کہلاتا تھا اس میں مذہب کے فاضل و عامل شخص ہوتے تھے۔ جیسے شری رشید دیو جی بانی جمن مت اگر اوغیرہ بانی دینی مت، کچل دغیرہ بانی شک درشن حضرت محمد صاحب بانی اسلام، حضرت عیسیٰ صاحب بانی عیسائی مت وغیرہ وغیرہ۔

دنیا کا حضہ جو آج کل ہم کو معلوم ہے اور جس میں ایشیا، افریقہ، امریکہ و یورپ وغیرہ شامل ہیں یہ سب آریہ دلش کہلاتے تھے۔ باقی پانچ کھنڈ اماریہ دلش یا اماریوں کے دلش کہلاتے تھے یعنی ان میں کوئی مذہب کا فاضل نہیں ہوتا تھا۔ یہ دلش جنگ مہابھارت تک آریہ و ملکیش کہلاتے رہے۔ جنگ کے ہو چکنے پر اور بہت سے فاضلوں کے مارے جانے پر اور مسلمانوں کے جملوں کے بعد افغانستان وغیرہ دلش ملکیش دلش کہلاتے لگے۔ اور صرف ہندوستان کا نام آریہ دلش رہ گیا۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس زمانہ میں سوریہ دلش یا علاقہ عرب میں پو دنا پور گجر بستا تھا۔ اور اس کو اب غالباً مدد کرتے ہیں۔ یہ بڑا خوبصورت دلش تھا۔ ایک مندر میں بڑی اوپنجی خوبصورت سورتی تھی جس کو اس زمانہ کے سنگ تراشوں نے بڑی اوپنجی بنایا تھا۔ اور وہ اس زمانہ کی صنعت تھی۔ اور وہ باہولی کی سورتی تھی۔ باہولی جی شری رشید دیو جی کے بیٹے تھے۔ جس زمانہ میں وہ ہوئے ہیں اس زمانہ میں

پہلے پہل انہوں نے ہی کتنی حاصل کی تھی غالباً وہ بھی مورتی تھی جس کی حضرت محمد صاحب پیغمبر نے مدحت کی تھی۔ اس کے ساتھی کی ایک مورتی جیسین بدربی مول بدربی واقعہ ملک اڑیسہ میں اب بھی موجود ہے۔ جو ۳۷ فٹ اونچی ہے۔ اور جیسین لوگ اس کے درشنوں کو ہر سال جاتے ہیں۔ جیسین مدھب کی کتابوں شری آد پر ان وغیرہ میں لکھا ہے کہ جس وقت رشید دیوبھی نے ہندوستان کو آباد کیا اور اس میں نئے نئے شہر آباد کئے تو پودنا پور بھی اُسی وقت بسایا تھا۔ اور اس کو انہوں نے اپنے بیٹے باہولی کو دیا تھا (اس کا زیادہ حال ہمارے جیسین مت سار میں دیکھو)۔

غرضیکہ یہ پودنا پور گر برداشتہور تھا اور اس میں بہت سے جنپی آباد تھے اور اس کے راجہ کا نام اُری بندوق تھا جو بڑا نامی و گرامی تھا۔ اس کے منتری یعنی وزیر کا نام بسو بھوت تھا۔ جو ذات کا برہمن تھا۔ بسو بھوت کی عورت کا نام انوروی تھا جس کے دو بیٹے تھے۔ بردا کمٹھ جو کیون وروہد خصلت تھا اور چھوٹا مرد بھوت جو بردا عقلمند اور با شعور تھا کمٹھ کی عورت کا نام بردا جو بڑی عقلمند اور مرد بھوت کی عورت کا نام بسو بھوتی تھا جو بہت ہی شکلیں اور خوبصورت تھی۔ ایک دفعہ راجہ کے وزیر بسو بھوت نے اپنے سر میں ایک سفید بال دیکھا۔ جس کو دیکھ کر وہ دنیا کے لوگ تھوڑی تھوڑی باقتوں پر تارک الدنیا ہو جایا کرتے تھے۔ بسو بھوت نے سوچا کہ

یہ تھیڈ بال میرے بڑھاپے کا پیش تھیمہ ہے۔ اب مجھ کو دنیا میں رہنا اور  
دنیا دار کھلا نامناسب نہیں ہے۔ کون جانے کہ کس وقت دم نکل جائے۔  
لہذا وہ سادھو ہو کر جنگل میں رہنے لگا۔ بس بھوت کے سادھو ہو جانے پر  
راج ہنے مرد بھوت کو اپنا وزیر بنایا۔

ایک دفعہ راجہ اری بندو کو رجہ بھر پیر ج پر حملہ کرنا پڑا۔ اور فوج کو  
زیر حکم مرد بھوت بھیجا۔ پیچے کمٹھ رہ گیا وہ ہر ایک شخص سے کہنے لگا کہ  
اب میں ہی راجہ ہوں اور سب کچھ میرے اختیار میں ہے۔ یہاں تک  
کہ ایک روز وہ اپنے چھوٹے بھائی کی عورت یوسو مھری پر فریقت ہو گیا  
اس نے یہ نصیحتا کہ:

ترجمہ: چھوٹے بھائی کی عورت، بہن، اپنے بیٹے کی عورت  
اور بے بیاعنی لڑکی یہ سب برادر ہیں۔ ان سے بھوگ کرنا نامناسب  
ہے۔

کمٹھ نے دنیا کا خوف اور عاقبت کا ذریعہ دیا جنگل میں  
ایک باخچہ بنوار کھاتا۔ یہاں گیا اور اپنے ایک دوست گل بنس سے اس  
بات کا ذکر کیا۔ گل بنس نے اسے اس بات سے منع کیا اور راجہ را وہ  
کا قصہ سنایا۔ مگر اس نے ایک نہ سئی۔ آخر گل بنس نے گھر جا کر اس کی  
بھاوج سے کہا کہ تیرا جینہ باعچے میں بیکار پڑا ہے اور تجھ کو بُلا رہا ہے۔ اور

وہ بیچاری اُسی وقت دہاں پہنچی۔ جہاں کمٹھ نے اس کا شیل آثارا۔

”آپ جانتے ہوں گے کہ پہلے زمانہ میں ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عورتیں اپنے جیٹھ و سر سے پر دہنہ کرتی تھیں۔ سسر اور جیٹھ بہوؤں کو اپنی لڑکی کے برادر جانتے تھے اور جو کوئی ان کو بُری نگاہ سے دیکھتا تھا۔ راجہ ان کو سزا دیتا تھا۔ چنانچہ یہ بات احاطہ سنتی اور احاطہ بنگال میں اب تک جا رہی ہے۔“

جب راجہ اری بندو اور مرد بھوت راجہ بجزیرہ کو فتح کر کے اپنے گھر واپس آئے تو راجہ کو سب حال معلوم ہوا۔ راجہ نے مرد بھوت کو اپنے پاس نلا کر یہ سب واردات سنائی اور اس سے پوچھا کہ کمٹھ کو کیا سزا دی جائے۔ مرد بھوت نے اس کی معافی چاہی۔ مگر راجہ کب ماننے والا تھا۔ اس نے کمٹھ کو نلا کر نہ رکھلا کیا اور اس کا کام کالا کرس منڈڑا گدھے پر سوار کیا اور شہر سے باہر کیا۔ شہر کے لوگ اس کی ندمت کرتے تھے اور اس کے سر پر پتھر مارتے تھے۔ آخر وہ اس طرح شہر سے دور چھوٹا چل پر بہت پر گیا۔ وہاں بہت سے مادھور ہیں تھے اور آگیاں تپ تپتے تھے۔ یعنی کوئی تو دھوم رپان کرتا تھا کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تھا۔ کوئی پہنچ اگئی تھا تھا۔ کوئی صرف موں و حمارے کھڑا تھا۔ کمٹھ نے جا کر ان کے گروں سے دکشاما لگی گرو نے اس کو اپنا چیلہ بتالیا اور کمٹھ اب

کاٹے تکلیف تپ کرنے لگا۔ یعنی ایک پتھر کی ٹھلا پر با تھہ پر دھر کر اس کو سانپ کی طرح اوچا کیا اور بعد ازاں مون دھارے کھرا ہو گیا۔ آخر اس کی خبر راجہ کے ذریعہ اس کے بھائی کو لگی۔ اس نے راجہ سے وہاں جانے کی اجازت مانگی۔ راجہ منع کرتا رہا مگر اس کی بات مرد بھوت نے ایک نہ سُنی اور آخر وہ بھوتا چل پر بست پر چینچا۔ اور بھائی سے کہا کہ میں نے راجہ کو بہت سمجھایا مگر اس نے آپ کو معاف نہیں کیا اور جب وہ بڑے بھائی کے پاؤں میں پڑنے لگا تو کم خش نے خدا ہو کر ٹھلا اس کے سر پر ماری۔ جس سے مرد بھوت کا قوراً انتقال ہو گیا۔ جب یہ حال دوسرے سادھوؤں کو معلوم ہوا تو انہوں نے کم خش کو اپنے میں سے نکال دیا۔ پھر کم خش وہاں سے چل کر بھیلوں سے مل گیا اور چوری کرنے لگا۔ وہاں پکڑا گیا اور سزا پائی۔ مرکر جنگل میں گرگٹ ہوا۔ جب مرد بھوت کو مرے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا اور وہ راجہ کے پاس نہ چینچا تو راجہ نے ایک جتنی سے اس کا حال پوچھا۔ جتنی نے بتلایا کہ مرد بھوت کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر راجہ کو بڑا بھاری غم ہوں۔ اس زمانہ میں ریل و تار کا رواج جیسا کہ اب یہاں ہے نہ تھا اور ڈاک اس طرح آیا جایا نہ کرتی تھی۔ جیسا کہ اب آتی جاتی ہے۔ جتنی لوگ اپنے تپ کے نیل سے اور اودھ گیان سے ماہر ہوتے تھے اور عام لوگ ان سے بوقت ضرورت

دریافت کیا کرتے تھے۔ گویا کہ یہ اس زمانہ کی وائزیں ٹلیکراف (Wireless telgraphy) پایا کرتے تھے۔ یہ بھی اس پرانے زمانے کا دستور تھا کہ لوگ اپنی چھیپیاں نالی اور برائیمیں کے ہاتھ بھیجتے تھے اور جہی لوگ بیاہ شادیوں کی محلائی ایک جگہ سے دوسرا جگہ لیجایا کرتے تھے۔ مگر اب یہ سب کارروائی بذریعہ ریل و پارسل ہوتی ہے۔

مرد بھوت مرکر سلسلکی بن میں بھر گوکھ ہاتھی بنا اور ہوتا جو کمٹھ کی عورت تھی وہ اس کی بھتی ہوتی۔ جس کے ساتھ وہ ہمیشہ چنگل میں رہتا تھا۔ ایک روز موسم برسات میں پودنا پور شہر کو بادلوں نے لگھرا۔ راجہ اری بندو بادلوں کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکا ایک بادل گھر کی ایک مدد چنگل بن گیا۔ اری بندو کو وہ چنگل پسند آئی۔ اور اس نے اسی چنگل کا بھگوان کا ایک مندر بنانا چاہا۔ چنانچہ راجہ نے فوراً ایک پُر زہ کاغذ کا اپنے ہاتھ میں لیا۔ تاکہ اس مندر کا نقش اس تاریخی کوہ بادل گھر گئے اور وہ نقشہ مکان کامٹ گیا۔ اری بندو کو فوراً سنوار کی بے شباتی یاد آئی۔ وہ کہنے لگا کہ دیکھو سنوار کیا جھوٹا ہے۔ اس کا ہر ایک کام گھڑی کی گھڑی میں ناش ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے واسطے آخر دھیان کا وقت آگیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے لڑکے کو راج دے درویش ہو گیا۔ اور ایک بڑے سگلے

(گرویا تریاں) کے ساتھ وہ شری سمید ہنگھر کی یاتر اکوچلا۔ جس وقت وہ سلکھ سلسکنی بن میں پہنچا تو بھر گوکھ ہاتھی خفا ہو کر سلگھ کی طرف آیا۔ سلگھ میں سکھلی بھی گئی۔ بہت سے منی یاد رویش بھاگ گئے وہ ہاتھی منی اری بندو کی طرف آیا اور اس نے اس کی چھاتی پر ”شری“ کا نشان دیکھا۔ ہاتھی کو اس وقت جاتی سمرن گیان پیدا ہو گیا اس نے فوراً اس کے پاؤں پر سر رکھا۔ منی کو بھی ہاتھی کا حال معلوم ہوا۔ ہاتھی سمجھ سادھنے لگا۔ یعنی اس نے چلتے پھرستے بڑے جیوؤں کا مارنا چھوڑا۔ تھوڑے دنوں میں اس کا مل گھٹ گیا۔ ایک دفعہ جو اس کو پیاس لگی تو وہ ایک بیگاوتی ندی پر آیا جو نبی اس نے اپنی سونڈ کو پانی میں ڈالا۔ گرگٹ نے کاٹ کھایا۔ یہ گرگٹ کمٹھ کا جیو تھا۔ ہاتھی نے راستی میں پران دئے اور مرکر سی پر بھ دیو ہوا اور وہ بہت عرصہ کے بعد وہاں سے مرکر جمبو دیپ پہنچلا وہی دیپ خل بھیار و مدد پر بہت جس کے اوپر لوک اتم پور گر بستا ہے۔ مرودت وہاں کا راجہ ہے وہ دوں ملا اس کی عورت ہے۔ اس کے دہ دیوڑ کا پیدا ہوا۔ جس کا نام اگنی دیو ہوا جب یہ لڑکا بڑا ہوا تو ایک سادھو سے اس کا ملنا ہوا اور اس نے جوانی کی عمر میں سنوار کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک دفعہ جوگ دھرے ہوئے پر بہت کی گفا (کندرہ) میں بیٹھا تھا کہ ایک اجگر نے اس کو کاٹا اور وہ مرکر سولہویں سورگ میں دیو ہوا۔ آپ کو یاد رکھنا

چاہیے کہ وہ کمٹھ کا جیو جو گرگٹ ہوا تھا وہ بھی مرکر پانچھیں نرک میں جا کر اور وہاں سے مرکرا جگر ہوا تھا۔ سد کار کے بس اس نے متی کے کاٹا اور وہ سولہویں سورگ میں گیا۔ وہاں سے مرکرا شوپوری میں بچرنا بھد چھ کھنڈ کا راجہ ہوا۔ ایک دفعہ چھ ماکٹرنی کے اپدیش سے وہ راجہ بچرنا بھد تارک الدنیا ہوا۔ اور وہ کمٹھ کا جیو چھٹے نرک سے نکل کر کر گنگ بھیل ہوا اس بھیل نے کمان تان کر اس متی کے ماری۔ متی مرکر گریوک میں اہ مندر دیو ہوا اور وہ بھیل مرکر ساتویں نرک میں گیا۔ وہاں اس کی عمر ۷۲ مدھم آیو ہوئی۔ یہ بڑی بھاری عمر ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ جیں شاستروں میں اس طرح لگایا ہے۔ کہ دس کوڑا کوڑی ساگر کا ایک پل ہوتا ہے اور پل کو اس طرح شمار کیا جاتا ہے کہ پل تین طرح کا ہوتا ہے۔ پہلا یہ بار پل، دوسرا اور حاصل، تیسرا اور حاصل، پہلا پل شخصیات ہوتا ہے اور وہ شمار میں آسکتا ہے اور دوسرا اسکھ لیعنی شمار میں نہیں آتا اور تیسرا اسکھیات جو اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ سورگ اور نرک کی عمر اور حاصل میں کبھی ہے۔ اب یہ بار پل کی بابت شیئے کہ وہ ان ۱۹۲، ۵۱۲، ۳۷۹، ۳۰۸، ۲۰۳، ۳۱۳، ۳۵۲، ۲۳۰ ایک ستائیں ہندسوں اور ان کے اوپر اصفہان کل ۲۵ ہندسوں کا ہوتا ہے۔

اگر سورس بعد ان میں سے ایک ایک نکالو تب وہ یہ بار پل

کر گل بھیل توڑک میں گیا اور منی گر بیوک میں آہ مندر ہوئے  
وہ آہ مندر اس ہی دیش آریہ درت کے اجودھیا لگر میں رہتا ہوا۔ اس کا  
بیٹا آنند کمار ہوا جودھیا شہر برائ خوبصورت ہے۔ باغ و باخچے وغیرہ اس  
میں بہت ہیں اس کا راجہ منڈلیک ہوا جتنی آنکھ ہزار رجہ اس کے ماتحت  
تھے۔

ایک روز وہ راجہ آئند کماروزیریوں کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا کہ ایک وزیر نے کہا کہ اے راجہ آج کل بست روتے ہے۔ جس میں لوگ تندیشور کے برت کرتے ہیں اور بھگوان کی پوجا کرتے ہیں۔ راجہ نے کہا خوش ہوا۔ فوراً اشنان کر پوجا کی تیاری کی بہت سادہ بیہی یعنی چندان، اکشت، پچ، ہنی دید، سویپ، دھونپ، اور آرگھا لکھ کر مورتی